

پہلی بات : مختلف تہواروں اور خاص خاص تقریبات کے موقع پر لوگ آپس میں تحفے پیش کرتے ہیں۔ تحفوں کا یہ لین دین آپس میں محبت کو بڑھاتا ہے۔ دوستوں کے علاوہ اپنے گھر اور خاندان کے لوگوں کو ہم خوش رکھنا چاہتے ہیں۔ اس موقع پر تحفے ہمارے کام آتے ہیں۔ ہم اپنے دوستوں اور رشتے داروں کے دکھ درد اور خوشیوں میں شریک ہوتے ہیں لیکن انسانیت کا تقاضا یہ ہے کہ ہمارے آس پاس موجود دیگر لوگوں کو بھی ہم راحت پہنچانے کی کوشش کریں۔ ذیل کی کہانی میں اسی کارِ خیر کی ترغیب دی گئی ہے۔

اسلم، جاوید اور نجمہ بھائی بہن تھے۔ اسلم کی عمر چودہ سال، جاوید کی گیارہ اور نجمہ کی عمر سات سال تھی۔ نجمہ تھی تو سب سے چھوٹی مگر اپنے کو سب سے بڑا سمجھتی تھی اور بھائیوں پر رعب جمانا چاہتی تھی۔ ان بچوں کے والد فوج میں ملازم تھے اور اکثر گھر سے باہر ہی رہتے تھے۔ گھر میں ماں کا راج تھا۔ وہ سب کی دیکھ بھال کرتیں اور بڑے سلیقے سے گھر کو چلاتیں۔ اسلم گھر میں سب سے بڑا لڑکا ہونے کی حیثیت سے چھوٹے بھائی بہنوں پر حکم چلانے کی کوشش کرتا لیکن وہ مغرور قطعاً نہیں تھا۔ اسلم اور نجمہ میں اکثر ٹھن جاتی تو جاوید جدھر کا پلڑا بھاری دیکھتا، اُدھر ہی جھک جاتا۔ جاوید میاں جس کی حمایت کرتے وہ خوش ہوتا اور جس کی مخالفت کرتے، وہ اُن کو تھالی کا بیگن کہتا۔ نجمہ کی گڑیوں سے دونوں بھائیوں کو جیسے خدا واسطے کا بیر تھا۔ نجمہ اپنی گڑیوں کو سنبھالتی اور وہ دونوں اس کا کھیل خراب کرتے رہتے۔ کبھی گڈے کی مونچھ اُکھڑ جاتی تو کبھی گڑیا کی چوٹی کٹ جاتی۔ نجمہ مذاق سے محظوظ ہونے کی بجائے چڑ جاتی۔ لال پیلی ہو کر پیر پکتی لیکن وہ جتنا غصہ کرتی، اسلم اور جاوید اتنا ہی اس کو ستاتے۔ انسان کی فطرت ہے کہ اگر کوئی چڑتا ہے تو دوسرے اسے اور چڑاتے ہیں۔ اچھی بات تو یہ ہے کہ دوسرے مذاق کریں تو اس میں دل کھول کر حصہ لیا جائے کیوں کہ خوش مزاجی زندگی کے بوجھ کو ہلکا کیے رکھتی ہے۔

نجمہ اپنے بھائیوں کے مذاق کو ناپسند کرتی تھی۔ جاڑوں کی دھوپ میں صحن میں بیٹھے ایک دن نجمہ بولی، ”ہم تو ڈاکٹر بنیں گے۔“

”ہاں، ہاں ضرور، تم ڈاکٹر ضرور بننا۔“ اسلم بول اُٹھا۔ ”جن مریضوں کو شفا پانے کی اُمید ہوگی، وہ بھی تمہارے ہاتھوں مر جائیں گے۔“

”ایسے ڈاکٹر زیادہ ہو جائیں تو ملک کی آبادی کافی کم ہو جائے۔“ جاوید نے بھی طنز کیا۔

نجمہ روہانسی ہو گئی لیکن رو پڑنے میں بھی وہ اپنی ہار سمجھتی تھی۔ وہ پیر پختی ہوئی گھر میں چلی گئی۔ اماں ہنس دیں

کیوں کہ وہ اپنے بچوں کی عادتوں کو اچھی طرح سمجھتی تھیں۔

نجمہ اپنے بھائیوں کے اس مذاق کو بھولی نہیں تھی اسی لیے کئی دن بعد جب اسلم نے کہا کہ میں بڑا ہو کر استاد بننے کی خواہش رکھتا ہوں تو نجمہ نے کہا، ”واہ بھائی جان واہ! یہ منہ اور مسور کی دال۔ شکل دیکھی ہے آپ نے آئینے میں؟ اگر آپ ایسے استاد ہو جائیں تو ملک کے سبھی طالب علم بدھو بن جائیں۔“

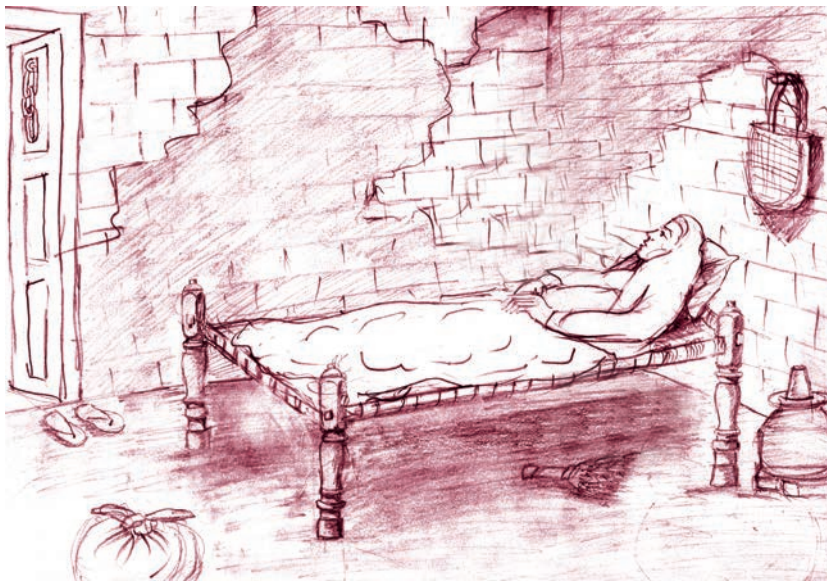
یہ کہہ کر نجمہ نے سوچا کہ اس نے اپنی چند دن پہلے کی توہین کا بدلہ لے لیا۔ لیکن اسلم تو نجمہ کی اس بات پر قطعاً نہیں چڑا تھا۔ اس نے بڑے آرام سے کہا، ”کچھ بھی ہو، میں تم جیسی لڑکیوں کو سیدھا کرنا جانتا ہوں۔“

نجمہ پھر چوٹ کھا گئی۔ چھوٹے چھوٹے جھگڑوں اور لمبی لمبی بحثوں میں جاڑوں کے چھوٹے دن اور لمبی راتیں گزرتی رہیں۔ وقت پر لگا کر اڑتا رہا۔ کچھ عرصے بعد روزے کی برکتوں کا مہینہ رمضان آ گیا۔ اباجان کا خط ملا کہ وہ عید سے دو دن پہلے پندرہ دن کے لیے گھر پہنچ رہے ہیں۔

خبر سب کے لیے خوشی کا باعث تھی لیکن نجمہ سب سے زیادہ خوش تھی۔ سب نے گھر کی صفائی اور آرائش میں اماں کی مدد کی۔ اماں کی تیاریوں کو دیکھ کر نجمہ کے دل میں ایک خیال اُبھرا اور اس نے اپنے بھائیوں سے کہا، ”کیوں نہ ہم اباجان کو عید پر کوئی تحفہ دیں؟“

”خیال تو اچھا ہے۔“ دونوں نے نجمہ کی تائید کی لیکن کیا تحفہ دیا جائے، یہ طے کرنا مشکل تھا۔ اچھی خاصی بحث کے بعد یہ طے ہوا کہ تینوں اپنے اپنے جیب خرچ کے روپیوں سے اباجان کی گھڑی کے لیے ایک زنجیر خریدیں گے۔ اسلم میاں بازار سے پوچھ کر آئے تو معلوم ہوا کہ ایک اچھی زنجیر کی قیمت دو سو روپے ہے۔ دو سو روپے کا انتظام کر لیا گیا اور اباجان کے آنے پر زنجیر خریدنے کا فیصلہ ہو گیا۔

”اماں جان کو بھی یہ بات نہیں بتانی ہے۔“ نجمہ نے کہا اور دونوں بھائیوں نے بھی یہ بات مان لی۔ شاید زندگی میں پہلی بار نجمہ کی یہ بات چون و چرا کے بغیر مانی گئی تھی۔



اسلم کے پاس دو سو روپے تھے اور وہ سوچ رہا تھا کہ کل اباجان آ جائیں گے تو میں زنجیر لے آؤں گا۔ وہ یہ سوچ ہی رہا تھا کہ اس کی ماں نے کہا، ”اسلم آؤ، ذرا میرے ساتھ چلو۔“ اسلم ماں کے ساتھ ہولیا۔

دونوں پڑوس کے ایک گھر میں داخل ہوئے۔ یہ ایک ٹوٹا ہوا مکان تھا۔

اس کی دیواروں پر سفیدی نہ تھی اور اس میں ہوا اور روشنی کا کوئی گزر نہ تھا۔ اسلم سوچنے لگا، ”اس گھر میں لوگ کیسے رہتے ہوں گے؟“ دالان پار کر کے جب وہ اندر داخل ہوئے تو اس نے دیکھا کہ ایک عورت پرانی رضائی اوڑھے ایک چارپائی پر لیٹی ہے۔ وہ بیمار تھی۔ پرانے اور پھٹے کپڑوں میں دو بچے زمین پر بیٹھے تھے۔ اسلم کو بڑی گھٹن محسوس ہوئی۔ اس نے چاہا کہ یہاں سے بھاگ جاؤں لیکن اس کی امی بڑے اطمینان سے مریضہ کی چارپائی پر بیٹھ گئیں اور اس سے باتیں کرنے لگیں۔ اسلم وہیں نزدیک کھڑا ہو گیا۔ کچھ دیر بعد اماں نے ان سے رخصت لی اور اسلم کے ساتھ گھر سے باہر آئیں۔ اسلم نے اطمینان کا سانس لیا۔

”کتنا عجیب گھر ہے، اماں! یہ لوگ کسی اچھے گھر میں کیوں نہیں رہتے؟“ اسلم نے پوچھا۔
 ”بیٹا، یہ لوگ بہت غریب ہیں۔“ ماں نے کہا۔
 ”تو کیا ان کے ابا کوئی کام نہیں کرتے؟“

”اگر ان کے ابا ہوتے تو یہ لوگ اس حال کو کیوں پہنچتے؟ کئی برس پہلے ان کا انتقال ہو گیا ہے۔“
 اسلم کے خیالات کا دھارا دوسری سمت مڑ گیا۔ وہ سوچ رہا تھا، ہمارے ابا جان ہیں۔ ہر مہینہ ہمارے لیے روپیہ بھیج دیتے ہیں۔ ان بچوں کے ابا مر چکے ہیں۔ ان کے پاس پیسا کہاں سے آتا ہوگا؟ وہ کیا کھاتے ہوں گے؟ کیسے گزر کرتے ہوں گے؟ پرسوں عید ہے اور ان کے پاس کپڑے بھی نہیں۔ اس طرح کے بہت سے سوالات اس کے دماغ میں رقص کرنے لگے۔

ابا جان آگئے۔ گھر میں عید سے پہلے ہی عید آگئی۔ سب خوش تھے۔ شام کا کھانا بہت شاندار تھا۔ لیکن اسلم کھانا کھاتے ہوئے اُس خستہ حال گھر کے مکینوں کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ گندے پھٹے کپڑے پہنے دو بچے اس کی نظروں میں گھوم رہے تھے۔

”انھوں نے ایسا کھانا کبھی نہ کھایا ہوگا۔“ اسلم سوچ رہا تھا۔ اگلی صبح گھڑی کی زنجیر لانے کا وقت آ گیا۔ اسلم نے جیب میں روپیہ ڈالا اور بازار کی طرف چل پڑا۔ اس نے جاوید کو بھی ساتھ نہیں لیا تھا۔ اسلم کے دماغ میں تو نہ جانے کیا خیال سما چکا تھا۔

وہ گھڑی کی دکان پر جانے کی بجائے کپڑوں کی دکان میں چلا گیا۔ اس نے دونوں بچوں کے لیے ایک ایک جوڑی نئے کپڑے خریدے اور باقی روپے کپڑوں کے اسی پیکٹ میں باندھ کر پڑوس میں پہنچا دیے۔

اسلم خالی ہاتھ گھر لوٹ آیا۔ جاوید اور نجمہ پہلے تو خفا ہوئے مگر اصل بات معلوم ہونے پر خاموش ہو گئے۔ کسی طرح یہ بات ابا جان کو بھی معلوم ہو گئی۔ ان کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو چھلک آئے۔ انھوں نے تینوں کو گلے لگاتے ہوئے کہا، ”میرے لیے عید کا بہترین تحفہ یہی ہے کہ تمہارے دل میں غریبوں کے لیے ہمدردی پیدا ہو گئی ہے۔“

معانی و اشارات

خوش مزاجی - مزاج کا اچھا ہونا	رُعب - دبدبہ، شان و شوکت
Good temperament	Splendour, pomp
شفاء - صحت، تندرستی	مغرور - گھمنڈی، متکبر
Cure	Proud
روہانسا ہونا - آنکھوں میں آنسو بھر آنا	حمایت - طرف داری
About to cry	Support
یہ منہ اور مسور کی - تم اس لائق نہیں، تم اس کے لائق نہیں	تھالی کا بیگن ہونا - غیر مستقل مزاج ہونا
You are unfit for it	To be opportunist
دال - آرائش	خدا واسطے کا بیر - بہت دشمنی
Decoration	Severe enmity
سجاوٹ - حیلہ بہانہ کرنا، بحث و تکرار کرنا	محفوظ ہونا - خوش ہونا، لطف اٹھانا
چون و چرا کرنا - حیلہ بہانہ کرنا، بحث و تکرار کرنا	To be pleased, to enjoy
To find excuses	لال پیلا ہونا - غضبناک ہونا، غصے میں بھرا ہونا
To dance	To be angry
ناچنا - رقص کرنا	پیر پٹکنا - غصے میں آنا
Miserable	To be angry
غریب، مفلس - خستہ حال	

مشق

ہورہی تھی؟

ایک جملے میں جواب لکھیے۔

Think carefully۔ ذرا غور کیجیے۔

Give reasons.

وجہ لکھیے۔

- ۱۔ بچوں کے والد اکثر گھر سے باہر ہی رہتے تھے۔
- ۲۔ جاوید میاں جس کی مخالفت کرتے، وہ ان کو تھالی کا بیگن کہتا۔
- ۳۔ عورت پرانی رضائی اوڑھے ایک چارپائی پر لیٹی ہے۔
- ۴۔ پرانے اور پھٹے کپڑوں میں دو بچے زمین پر بیٹھے تھے۔
- ۵۔ گھر میں عید سے پہلے ہی عید آگئی۔

ہمیں یہ کرنا چاہیے۔ This should be done

ساتھیوں اور پڑوسیوں کا خیال رکھیں۔ ہو سکے تو...

- ۱۔ انھیں اپنی خوشیوں میں شامل کریں۔
- ۲۔ ضرورت مند ہوں تو خاموشی سے مدد کریں۔

Answer in one sentence.

- ۱۔ بچوں کے والد کہاں ملازم تھے؟
- ۲۔ بچوں کی ماں کیا کرتی تھیں؟
- ۳۔ نجمہ کس بات کو ناپسند کرتی تھی؟
- ۴۔ اسلم بڑا ہو کر کیا بننا چاہتا تھا؟
- ۵۔ بچوں نے اپنے والد کو کیا تحفہ دینا طے کیا؟
- ۶۔ اسلم نے گھڑی کی بجائے کیا خریدا؟
- ۷۔ بچوں کے ابا نے کس چیز کو عید کا بہترین تحفہ کہا؟

مختصر جواب لکھیے۔ Answer in short.

- ۱۔ اسلم اور جاوید نجمہ کو کس طرح ستاتے تھے؟
- ۲۔ نجمہ کے ڈاکٹر بننے کے خیال پر اسلم اور جاوید نے کیا طنز کیا؟
- ۳۔ نجمہ نے اسلم سے اپنی توہین کا بدلہ کس طرح لیا؟
- ۴۔ پڑوسی کے مکان میں اسلم کو گھٹن کیوں محسوس

اضافی مطالعہ

علم کی روشنی سے ہو جاتی ہیں تاریکیاں دور!



سائنس داں ڈاکٹر نذیر احمد

ہمیں موجودہ دور میں ایسی کئی شخصیتیں نظر آتی ہیں جنہوں نے علم کے حصول کے لیے بچپن سے ہی ہر طرح کی قربانی دی اور علم و سائنس کے میدانوں میں دنیا بھر میں نام کمایا۔ ٹمکور (کرنٹک) میں پیدا ہونے والے مشہور خلائی سائنس داں ڈاکٹر نذیر احمد کو بچپن ہی سے پڑھنے لکھنے کا بے حد شوق تھا۔ وہ صبح سویرے بہت جلد اُٹھ جاتے اور لائین کی روشنی میں ایک چھوٹی سی کوٹھری میں پڑھا کرتے۔ وہ صرف پانچ یا چھ گھنٹے سویا کرتے تھے۔ دن بھر کا پروگرام بنایا کرتے۔ یہاں تک کہ گھر سے اسکول یا کالج جاتے ہوئے بھی اسباق یاد کرتے۔ وہ زندگی بھر تمام امتحانات میں کرنٹک بھر میں فرسٹ رینک حاصل کرتے رہے۔ امریکہ گئے تو انھیں وہاں بھی دنیا کی بہترین یونیورسٹیوں میں داخلہ ملا۔ انھوں نے خلائی میدان میں نئی نئی ایجادات کیں اور اب تک امریکہ میں ان کے نام پر بارہ پیٹنٹ رجسٹرڈ ہیں۔ علم کے اعلیٰ میدانوں کو طے کرنے کے بعد انھوں نے اپنے وطن کا خیال بھی رکھا۔ ہزاروں طلبہ کی ہمت افزائی کرتے ہوئے انھیں مالی امداد کے ذریعے آگے بڑھنے میں مدد دی۔ وہ ۱۹۷۸ء میں بنگلور کی قانون ساز مجلس کے رکن منتخب ہوئے اور ۱۹۹۲ء میں امریکی کانگریس کے لیے امیدوار بنے۔ عالمی شہرت یافتہ رسالوں میں ان کے

۳۔ اسکول وقفے میں اپنے ساتھ کھانے میں شامل کریں۔

۴۔ پڑھائی میں کمزور ہو تو اس کی رہنمائی کریں۔

بول چال Conversation

مناسب مفہوم کے اعتبار سے محاوروں کو جملوں سے جوڑیے۔

Match the idioms with their respective sentences.

محاورے	جملے
تھالی کا بیگن ہونا	کمرہ جماعت میں بچوں کی شرارت کو دیکھ کر مدرس بہت غضبناک ہو گئے۔
خدا واسطے کا بیر ہونا	یتیم بچے کو تسلی دیتے وقت اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔
لال پیلا ہونا	احمد اکثر دعوت کی لالچ میں گروپ بدلتا رہتا ہے۔
روہانسا ہونا	سانپ اور نیولے میں بہت پرانی دشمنی ہے۔

تلاش و جستجو Search

الفاظ کے واحد یا جمع لکھیے۔

Write singular / plural of the following:

استاد			تحفہ	عادت	
افواج	خیالات	سوالات			

مذکر یا مؤنث لکھیے۔

Write the feminine/masculine of the following.

باپ	بہن	گرٹیا	استاد	لڑکی	ابا

کی حیثیت سے شریک رہے۔ امریکی راکٹ لانچنگ ٹکنالوجی میں بھی ان کا اہم حصہ ہے۔

سرگرمی (Activity):

درج بالا اقتباس پڑھ کر اپنے طور پر پانچ سوالات بنائیے۔

سائنسی مضامین شائع ہوتے رہے ہیں۔ اسلامی تاریخ کے موضوع پر انھوں نے نو ہزار صفحات پر مشتمل 'انسائیکلو پیڈیا آف اسلامک ہسٹری' ترتیب دیا ہے۔ ناسا کے Hubble اسپیس ٹیلی اسکوپ کے وہ چیف انجینئر تھے اور زحل، اپولو اور چاند کے لیے کی جانے والی خلائی مہمات میں وہ سائنس داں

آئیے زبان سیکھیں

(Learning Language)

واوین

ذیل کے جملے آپ پڑھ چکے ہیں۔ ان پر توجہ دے کر پھر پڑھیے۔

نجمہ نے اپنے بھائیوں سے کہا، ”کیوں نہ ہم ابا جان کو عید پر کوئی تحفہ دیں۔“

”خیال تو اچھا ہے،“ بھائیوں نے نجمہ کی تائید کی۔

ان جملوں سے صاف پتا چلتا ہے کہ نجمہ نے اپنے بھائیوں سے کیا کہا اور اس کے بھائیوں نے کیا جواب دیا۔ جب کسی کی کہی ہوئی بات اس کے لفظوں میں لکھی جائے تو پوری بات کے شروع اور آخر میں یہ نشان ”.....“ لگاتے ہیں۔ ان نشانات کو **واوین (Inverted commas)** کہتے ہیں۔ کبھی کبھی کسی کی سوچی بات کو بھی واوین میں لکھا جاتا ہے۔ مثلاً سبق کا یہ جملہ ”انھوں نے ایسا کھانا کبھی نہ کھایا ہوگا“ اسلم سوچ رہا تھا۔

سبق سے واوین میں لکھے ہوئے چار جملے تلاش کر کے لکھیے۔

فاعل، مفعول، فعل

ذیل کے جملوں کو غور سے پڑھیے۔

۱۔ بچوں نے کپڑے خریدے۔

۲۔ نجمہ گڑیا کو اٹھالائی۔

آپ جانتے ہیں کہ ان جملوں کو تین حصوں میں تقسیم کیا

جاسکتا ہے۔

بچوں نے	کپڑے	خریدے
نجمہ	گڑیا کو	اٹھالائی
فاعل	مفعول	فعل

ان جملوں کے فاعل ہمیں معلوم ہیں۔ ایسے جملے جن کے فاعل معلوم ہوں ان کا فعل **فعل معروف (Transitive verb)** کہلاتا ہے۔

کپڑے خریدے گئے۔ گڑیا کو اٹھایا گیا۔
ان جملوں میں ’خریدے گئے‘ اور ’اٹھایا گیا‘ ’فعل‘ اور لفظ ’کپڑے‘ اور ’گڑیا‘ جو اصل میں مفعول ہیں، ان جملوں میں فاعل کی جگہ آئے ہیں۔ یعنی یہاں فاعل معلوم نہیں ہے۔

جملے میں ایسا فعل جس کا فاعل معلوم نہ ہو، **فعل مجہول (Intransitive verb)** کہلاتا ہے۔

ذیل کے جملوں کے فعل کو فعل مجہول کی صورت میں لکھیے۔

۱۔ امی نے بچوں کو ڈانٹا۔

۲۔ اسلم نے سو روپے خرچ کیے۔

